

## ہر سچھر

نام اس سورت کا نام آیت وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ هُرَيْعَةَ سے مانوز ہے۔ مزادیہ ہے کہ وہ سورہ جس میں حضرت مریم کا ذکر آیا ہے۔

زمانہ نزول اس کا زمانہ نزول بحیرت جدشہ سے پہلے کا ہے۔ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عما جوین اسلام جب سچھری کے دربار میں بلائے گئے تھے اس وقت حضرت جعفر نجفی بھی سورۃ بھر دربار میں تلاوت کی تھی۔

تاریخی پس منظر جس دور میں یہ سورہ نازل ہوئی اس کے حالات کی طرف ہم کسی حد تک سورۃ کشف کے دیساپے میں اشارہ کر چکے ہیں۔ لیکن وہ مختصر اشارہ اس سورے کو اور اس دور کی دوسری سورتوں کو سمجھتے کے لیے کافی نہیں ہے، اس لیے ہم ذرا اُس وقت کے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

قریش کے سودا رجب تضییگ، استہزاء، اطاع، تجویف اور جبوٹے الزمات کی تشریف سے تحریک اسلامی کو دیانتے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے ظلم و تم، مارپیٹ اور معاشی دباؤ کے ہتھیا لاستھان کرنے شروع کیے۔ ہر قبیلے کے لوگوں نے اپنے اپنے قبیلے کے نو مسلموں کو تگ پکڑا اور طرح طرح سے تاکہ قید کر کے، جھوک بیاس کی تکلیفیں دے کر، حتیٰ کہ سخت جسمانی اذیتیں دے دے کر انہیں اسلام پھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ غریب لوگ اور وہ غلام اور موالی جو قریش والوں کے تحت زیر دست کی حیثیت سے رہتے تھے، ہری طرح پہیے گئے۔ شلا یا لالا، عامر بن قبیله، امام عبیس، زیارتیہ، عمار بن یاسر اور ان کے والدین دغیرہ۔ ان لوگوں کو مار کر کوادھ مروا کر دیا جاتا، ہجو کا پیسا بندر کھا جاتا، کسے کی تپتی ہوئی ریت پر چلپاٹ دھوپ میں ٹادیا جاتا اور سینے پر بخاری پتھر کو کر گھنٹوں تڑپایا جاتا۔ جو لوگ پیشہ در تھے ان سے کام لے لیا جاتا اور اجرت ادا کرنے میں پر بیشان کیا جاتا۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت نجاشی بن ارشت کی یہ روایت موجود ہے کہ:

”میں مکھے میں لوہار کا کام کرتا تھا، مجھ سے عاص بن واٹل نے کام لیا، پھر جب میں اس سے اجرت پینے لگی تو اس نے کہا کہ میں تیری اجرت نہ دوں گا جب تک تو محمد کا انکار نہ کرے۔“

اسی طرح جو لوگ تجارت کرتے تھے ان کے کار و بار کو بر باد کرنے کی کوششیں کی جاتیں اور جو معاشر نے میں کچھ عزت کا مقام رکھتے تھے ان کو ہر طریقے سے ذلیل و رسوا کیا جاتا۔ اسی زمانے کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت مختار کہتے ہیں کہ ایک رذہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کجھ کے ساتھ میں تشریف فرماتھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر پور عرض کیا "بِاَسْوَلِ اللَّهِ، اَبْتُوْلَمْ کی حد ہو گئی ہے، آپ خدا سے دعائیں فرماتے" یہیں کہ آپ کا چہرہ مبارک تھا اُنھا اور آپ نے فرمایا، وہ تم سے پہلے جو اہل ایمان تھے اُن پر اس سے زیارتہ منظالم ہو چکے ہیں۔ ان کی ٹھیکیوں پر لوہنے کی کنگھیاں کھسی جاتی تھیں، ان کے سروں پر کہہ کر آرے چلائے جاتے تھے، پھر بھی وہ اپنے دین سے بہتر تھے۔ یقین جانو کہ اللہ اس کام کو پورا کر کے رہے گا بیان تک کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ ایک آدمی صنائع سے حضرت تک بے کھلکھلے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا، مگر تم لوگ جلد بیازی کرتے ہو گا (رسنگاری)

یہ حالات بہب ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے تو حب فہمہ عام الغیل (صحیح بنوی)  
میں حضور نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ لو خوجتم الی ارض الحبشة فان بها ملکا لایظم  
عندکا أحد وہی ارض صدق حقی یجعل الله لحکم فرجاً مما انتصر فيه۔  
«اچھا ہو کر تم لوگ نکل کر جہش چلے جاؤ دہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور  
وہ بھلائی کی سزا میں ہے۔ جب تک اللہ تمہاری اس محیبت کو نفع کرنے کی کوئی صورت پیدا کرے، تم  
لوگ دہاں پیغمبر سے رہو ॥»

اس ارشاد کی بنیاء پہلے گی رہ مردوں اور چارخوانیں نے جوش کی راہی سفریش کے لوگوں نے ساصل تک ان کا پیچھا کیا، مگر خوش قسمتی سے شعیبہ کے بندرگاہ پر ان کو بر وقت جہش کے یہ کشتمی مل گئی اور وہ گرفتار ہونے سے نجح گئے۔ پھر چند میںتوں کے اندر مزید لوگوں نے بھرت کی بیان تک کہا ہو رد گیارہ ہوئیں اور یہ غیر قریبی مسلمان جہش میں مجمع ہو گئے اور کئے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ۴۰ آدمی رہ گئے۔

اس بھرت سے کئے کے گھر گھر بیش کرام مجی گیا، کیوں نکلے قریش کے بیٹے اور چھوٹے خاندانوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے سچم و چڑاغ ان مجاہدین میں شامل نہ ہوں۔ کسی کا بیٹا گیا تو کسی کا داماد کسی کی بیٹی گئی تو کسی کا بھائی اور کسی کی بیٹی۔ ابو جمل کے بھائی سکم بن مشام، اس کے چچا زاد بھائی بشام بن ابی محدیفہ اور عیا شش بن ابی ریبیہ اور اس کی چچا زاد من حضرت ام سلمہ۔ ابو سفیان کی بیٹی ام جذیبہ عشیرہ کے بیٹے اور ہند جگر خوار کے گے بھائی ابو حذیفہ۔ سعیل بن عروہ کی بیٹی سعیدہ۔ اور اسی طرح درست سرداران قریش اور مشہورہ شمنار اسلام کے اپنے جگر کو شے دین کی خاطر گردانچہوڑ کر نکل کھڑے ہوئے

تھے۔ اسی لیے کوئی گھر نہ تھا جو اس واقعہ سے متاثر نہ ہوا ہو۔ بعض لوگ اس کی وجہ سے اسلام دشمنی  
میں پلٹے ہے زیادہ سخت ہو گئے، اور بعض کے دونوں پر اس کا اثر ایسا ہجوں کہ آخر کار وہ مسلمان ہو کر رہے  
چنانچہ حضرت پیر حمد کی اسلام دشمنی پر پہلی چوتھی اسی واقعہ سے لگی سان کی ایک قربی رشتنا داریل  
بنت حشمت بیان کرتی ہیں کہ میں ہجرت کے لیے اپنا سامان باندھ رہی تھی، اور بیرون شوہر عاصم بن ریبعہ  
کی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اتنے میں غرائی اور حظر ہو کر میری مشغولیت کو دیکھتے رہے کچھ  
دری کے بعد کہتے ہیں ”عبداللہ کی ماں، حارہی ہوئی ہے میں نے کہا ”ہاں خدا کی قسم تو لوگوں نے ہمیں بہت سایا۔  
خدا کی زمین مکمل پڑی ہے، اب ہم کسی ایسی جگہ پلے جائیں گے جہاں خدا ہمیں چین دے دیا ہے کہ عمر کے  
پھر سے پرستی کے ایسے آثار طاری ہوئے جو میں نے کبھی ان پر تدبیحے تھے اور وہ میں یہ کہ کنکل گئے  
کہ ”خدانہما رے ساختہ ہو۔“

ہجرت کے بعد فرش کے سردار سرچوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے طے کیا کہ عبد اللہ بن ابی ریبعہ  
راہبو جمل کے ماں جائے بھائی، اور عکوف بیوی عاصی کو بہت سے قیمتی تھا لفٹ کے ساتھ جہش پیجھا جائے  
اور یہ لوگ کسی نہ کسی طرح نجاشی کو اس بات پر راضی کریں کہ وہ ان مهاجرین کو مکہ والبیں بیچ دے۔  
ام المؤمنین حضرت اُم سلہ نے (ہر خود مهاجرین جہش میں شامل تھیں) یہ واقعہ پڑتی تفصیل کے ساتھ بیان  
کیا ہے سوہ فرمائی ہیں کہ فرش کے یہ دونوں ہاہر سیاست سفیر ہمارے تعاقب میں جہش پیجھ پہلے انہوں نے  
نجاشی کے اہمیاتی سلطنت میں ہوپا بددینے تقسیم کر کے سب کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ مهاجرین کو والبیں  
کرنے کے لیے نجاشی پر بالاتفاق مددیں گے۔ پھر نجاشی سے طے اور اس کو جہش نہ کرنا دینے  
کے بعد کہا کہ ”ہمارے شہر کے چند نادان لوٹائے ہو گا کہ آپ کے ہاں آگئے ہیں اور قوم کے اشتراط  
نے ہمیں آپ کے پاس ان کی والبی کی درخواست کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ لڑکے ہمارے دین سے  
تلک گئے ہیں اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں بلکہ انہوں نے ایک نلا لاڈبین نکال لیا ہے وہ ان  
کا کلام ختم ہوتے ہیں اب بارہ طرفت سے بولنے لگے کہ ایسے لوگوں کو مزدور والبیں کرو یا نہ چاہیے، ان  
کی قوم کے لوگ زیادہ جانتے ہیں کہ ان میں کیا عیوب ہے۔ انہیں رکنا شیک نہیں ہے ”مگر نجاشی نے  
بیکو کر کیا کہ اس طرح تو میں انسیں حوالے نہیں کروں گا۔ میں لوگوں نے دوسرے ہاک کو چھوڑ کر میرے  
ملک پر اختداد کیا اور یہاں پناہ لینے کے لیے آئے ان سے میں بے وفا تی نہیں کر سکتا۔ پلٹے میں انسیں  
پلاک تحقیق کروں گا کہ یہ لوگ ان کے بارے میں چو کچھ کہتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔“ چنانچہ نجاشی نے  
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دربار میں بلا بھیجا۔

نجاشی کا پیغام پاک رسپ مهاجرین جمع ہوئے اور انہوں نے یا ہم مشورہ کیا کہ بادشاہ کے  
سلسلے کیا کہنا ہے۔ آخر سب نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے تعلیم ہمیں دی ہے جو

دہی بے کم و کاست پیش کریں گے نواہ نجاشی میں رکھیاں کال دے۔ دربار میں سچنے کو بھجوئنے ہی نجاشی نے سوال کیا کہ یہ قوم لوگوں نے کیا کیا کہ اپنی قوم کا دین بھی چھوڑا اور میرے دین میں بھی داخل ہے ہوئے، دنیا کے دوسرا سے ادیان ہی میں سے کسی کو اختیار کیا آخوند تھا رہنمایا دین ہے کیا؟ اس پر دعا جرین کی طرف سے جعفر بن ابی طالب نے ایک برجستہ تقریب کی جس میں پہلے عرب چاہیت کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں کو بیان کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کا ذکر کر کے بتایا کہ آپ کی تعلیمات پیش فرماتے ہیں، پھر ان نظام کا ذکر کیا جو آنحضرتؐ کی پروپری اختیار کرنے والوں پر قریبی کے لوگ ڈھا رہے تھے، اور اپنا کلام اس یاتِ ختم کیا کہ دوسرے ملکوں کے بجائے ہم نے آپ کے ملک کا رخ اس امید پر کیا ہے کہ یہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ نجاشی نے یہ تقریب سن کر کہا کہ ذرا بھی وہ کلام تو سادہ جو تم کہتے ہو کر خدا کی طرف سے تمہارے بھی پر اُڑا ہے۔ حضرت جعفرؑ نے جواب میں سورۃ مریم کا وہ ایجادیٰ حصہ سنایا جو حضرت عیینی اور حضرت عیینی علیہما السلام سے منتقل ہے۔ نجاشی اس کو مستار ہا اور روتار ہا بیان نکل کہ اس کی ڈاڑھی تر جو گئی۔ جب حضرت جعفرؑ نے تلاوتِ ختم کی تو اس نے کہا کہ «یقیناً یہ کلام اور جو کچھ میں لائے تھے دونوں ایک بھی سرچھے سے نکلے ہیں، خدا کی قسم ہیں تمہیں ان لوگوں کے حوالے نہ کروں گا»۔

دوسرے روز غزوہ بن العاص نے نجاشی سے کہا کہ "غزوہ ان لوگوں سے بلا کہ تو پوچھیے کہ عینی میں مریم کے پاسے میں ان کا تقدیر کیا ہے یہ لوگ ان کے تعلق ایک بڑی بات کہتے ہیں۔ نجاشی نے پھر صاحبوں کو بلا یحیا۔ صاحبوں کو پہلے سے غزوہ کی چال کا علم برچکا تھا۔ انہوں نے جمع ہو کر پھر شورہ کیا کہ اگر نجاشی نے عینی علیہما السلام کے پاسے میں سوال کیا تو کیا جواب دو گے؟ مونع برائنازک تھا اور سب اس سچ پریشان تھے۔ مگر پھر بھی اصحاب رسول اللہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جو کچھ مہذباً ہو جائے، ہم تو وہی بات کیس کے جمال نے فرماتی اور الشدید کے رسول نے سکھا۔ چنانچہ جب یہ لوگ دربار میں لگئے اور نجاشی نے غزوہ بن العاص کا پیش کردہ سوال ان کے سامنے ڈھرایا تو جعفر بن ابی طالب نے اٹھ کر باتا تھا کہ ہو عبید اللہ و رسولہ و سو وحدہ و کلمتہ الفقاہا ای ہر یحہ العذر ام البنوی۔ "وَالشَّدِيدُ كَمَا نَهَى إِنَّمَا هُوَ جَبَّابٌ" ایک بڑھ اور ایک کلکھیں جسے الشدید نے کھاری مریم پر القایا تا نجاشی نے شش کرایک تنکازیں سے اٹھایا اور کہا "خدا کی قسم، جو کچھ تم نے کہا ہے عینی میں سے اس نکلے کے برابر میں زیادہ نہیں تھے تا اس کے بعد نجاشی نے قریب کے سیچے ہوئے تمام بدیے یہ کہہ کر واپس کر دیے کہ میں رشتہ نہیں لیتا اور مہماں سے کہا کہ تم بالکل اطیبان کے ساقہ رہو۔

موضوع اور ضمنوں اس نتاریخی پیش نظر کو نگاہ میں رکھ کر جب ہم اس سورے کو دیکھتے ہیں تو اس میں اولین بات نہیاں ہو کر ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ اگرچہ مسلمان ایک مظلوم بنا گئیں گردد کی خلیت

سے اپنا دھن چھوڑ کر دوسرے ملک میں جا رہے تھے، مگر اس خالت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو دین کے معلطی میں ذرہ برا برداشت کرنے کی تعلیم نہ دی، بلکہ چلتے وقت زاد راہ کے طور پر یہ سورہ ان کے ساتھ کی تاکہ عیسائیوں کے ملک میں عینی علیہ السلام کی بالکل صحیح حیثیت پیش کریں اور ان کے لئے اللہ ہونے کا صاف صاف انکار کر دیں۔

پہلے دور کو عوں میں حضرت مسیحی اور عیسیٰ کا قصہ سنانے کے بعد پھر تیسرے رکوع میں حالات زمانہ کی مناسبت سے حضرت ابراہیم کا قصہ سنایا گیا ہے کیونکہ ایسے ہی حالات میں وہ بھی اپنے باپ اور خاندان اور اہل ملک کے ظلم سے ننگ آکر دھن سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اس سے ایک طرف کفار مکہ کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ آج ہجرت کرنے والے سلام ابراہیم کی پوزیشن میں میں اور تم لوگ اُن ظالموں کی پوزیشن میں ہو چکوں نے تمارے باپ اور پیشواء ابراہیم علیہ السلام کو کھڑے نکالا تھا۔ دوسری طرف صاحبوں کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام دھن سے نکل کر تباہ نہ ہوئے بلکہ اور زیادہ سر بلند ہو گئے ایسا ہی انجام نیک تمارا انتظار کر رہا ہے۔

اس کے بعد چوتھے رکوع میں دوسرے انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام وہی دین سے کرائے تھے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، مگر انبیاء کے گذرا جانے کے بعد ان کی امتیں بگڑتی رہی ہیں اور آج مختلف امتوں میں جو مکاریاں پائی جا رہی ہیں یہ اسی دیگاڑ کا نتیجہ ہیں۔ آخری دور کو عوں میں کفار مکہ کی مکاریوں پر سخت تعقید کی گئی ہے اور کلام ختم کرتے ہوئے اہل ایمان کو خرده سنایا گیا ہے کہ دشمنان خن کی ساری کوششوں کے باوجود وجود بالآخر تم محبوب خلاائق ہو کر رہو گے۔

## سُورَةُ هَرْيَمَ مِكِّيَّةٌ

لَا إِلَهَ إِلَّا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 كَهْيَعْصُ ذِكْرُ رَحْمَتِ سَرِيكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَاً (۱) إِذْ نَادَى  
 رَبَّهُ نِدَاءً حَفِيَّاً (۲) قَالَ رَبِّيْ إِنِّي وَهَنَ الْعَظَمُ مِنِّيْ وَأَشْتَغَلَ  
 الْوَآسُ شَيْيَّاً وَلَمْ أَكُنْ يَدْعَأْكَ رَبِّ شَفِيَّاً (۳) وَإِنِّي خَفَتُ الْمَوَالِيْ

ک، ه، ای، ع، ص۔ ذکر ہے اُس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی جبکہ اُس نے اپنے رب کو چکے چکے پہکارا۔

اُس نے عرض کیا "اے پروردگار، میری ہڈیاں تک گھُل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے۔ اے پروردگار! میں کبھی تجوہ سے دعا منگ کرنا مرا دنبیں رہا۔ مجھے اپنے چھپے اپنے بھائی بندوں کی

۱۷ تابعیں کے لیے سورہ آل ہرون کو رکوع ۴۰ پیش نظر ہے جب میں یہ تصد و سرسے الفاظ میں بیان ہو گکا ہے تفہیم القرآن

(ص ۲۵۶ - ۲۵۷)

۲۰ یہ حضرت ذکریا جی کا ذکر بیان ہو رہا ہے حضرت ہارون کے خاندان سے تھے۔ ان کی پوزیشن شیکھیک شیک

سچنے کے لیے ہزاری ہے کہ بنی اسرائیل کے نظام کمانت (Priesthood) کو اچھی طرح بھر لیا جائے فلسطین پر باطن ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے ملک کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد کے ۱۴ اقبیلوں میں تو سارا ملک تقسیم کرو گیا، اور تیرھواں قبیلہ (یعنی لاوی بن یعقوب کا گھر انا) مذہبی خدمات کے لیے مخصوص رہا۔ پھر بنی لاوی میں سے بھی اصل وہ خاندان جو مُنْقَدِس میں خداوند کے آگے بخور جلانے کی خدمت اور پاک ترین چیزوں کی تقدیم کا کام کرتا تھا، حضرت ہارون کا خاندان تھا سبaci دوسرے بنی لاوی مُنْقَدِس کے اندر نہیں جاسکتے تھے بلکہ خداوند کے گھر کی خدمت کے وقت صحنوں اور کوٹھریوں میں کام کرتے تھے، سبaci کے دن اور عیدوں کے موقع پر سخنی قرآنیاں چڑھاتے تھے، اور مُنْقَدِس کی نگرانی میں بنی ہارون کا ہاتھ مٹاتے تھے۔

جن ہارون کے چھوپیں خاندان تھے جو باری باری سے مُنْقَدِس کی خدمت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ انہی خاندانوں میں سے ایک ابیاہ کا خاندان تھا جس کے صرد اور حضرت ذکریا تھے اپنے خاندان کی باری کے دلوں میں بھی مُنْقَدِس میں جاتے اور خداوند کے حضور بخور جلانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو بائیل کی کتاب تو اسخ

۱۵ منْ قَرَاءُ وَكَانَتْ أَهْرَاقِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيَّا  
۱۶ يَرْثِي وَيَرِثْ مِنْ أَلْ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبْ رَضِيَّا ۶ يَزِيرَ  
۱۷ إِنَّا نَبِشِّرُكَ بِغُلَمٍ بِاسْمِهِ يَحْيَى لَمْ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلٍ سَمِيَّا ۷  
۱۸ قَالَ رَبِّيْ آتِيْ يَكُونُ لِي عُلُمٌ وَكَانَتْ أَهْرَاقِيْ عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ  
۱۹ مِنَ الْكِبَرِ عَتِيَّا ۸ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبِّكَ هُوَ عَلَيْهِ هِينُ وَقَدْ  
۲۰ خَلَقْتَكَ مِنْ قَبْلٍ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۹ قَالَ رَبِّيْ اجْعَلْ لِيْ أَيْةً ۱۰

برائیوں کا خوف ہے، اور میری بیوی بانجھے ہے۔ تو مجھے اپنے فضل خاص سے ایک دارث عطا کرنے ہو گیا  
دارث بھی ہوا اور آل یعقوب کی میراث بھی پائی گئی، اور اسے پروردگار اس کو ایک پسندیدہ انسان بنانا  
(جواب دیا گیا) اے ذکریا، ہم تجھے ایک را کے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام بھی ہو گا، ہم نے  
اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا۔  
عرض کیا، پروردگار بھلا میرے ہاں کیسے پیٹا ہو گا جبکہ میری بیوی بانجھے ہے اور میں بڑا ہو کر  
سوکھ چکا ہوں؟ ۹

جواب ملا۔ ایسا ہی ہو گا۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ تو میرے یہے ایک ذرا سی بات ہے، آخر  
اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کوئی چیز نہ تھا۔  
ذکریا نے کہا، پروردگار میرے یہے کوئی نشافی مقرر دے۔

اول سیاہ (۴۳۶)

۳۰ مطلب یہ ہے کہ ابیاہ کے خاتلان میں میرے بعد کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو دینی اور اخلاقی ہمیشت سے اس منصب  
کا اہل ہو جسے میں نہیں لے سکتے جو نسل اٹھتی نظر آ رہی ہے اس کے پھیں بگٹے ہوئے ہوئے ہیں۔  
۳۱ یعنی مجھے صرف اپنی ذات ہی کا دارث مطلوب نہیں ہے بلکہ خالو اولاد یعقوب کی بھلائیوں کا دارث مطلوب ہے۔  
۳۲ لوتاکی انجلیں الفاظیہ ہیں، ”تیرے کہنے میں کسی کا یہ نام نہیں“ (۱: ۴۱)

**قَالَ أَيْتُكَ أَلَا وَتُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيْلَاتٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ  
مِنَ الْمِحَرَابِ فَأَوْسَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝**

فرمایا "تیرے یے نشانی یہ ہے کہ توہینم تین دن لوگوں سے بات نہ کر سکے۔"  
چنانچہ وہ محارثے سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اس نے اشارے سے ان کو ہدایت  
کی کہ صبح و شام تسبیح کرو۔

**۷۵** حضرت زکریا کے اس سوال اور فرشتے کے جواب کو زکاہ میں رکھیے، کیونکہ آگے چل کر حضرت مریم کے قصہ میں  
پہنچنے والے اس کا جو ختم میاں ہے وہی دہائی بھی ہونا چاہیے حضرت زکریا نے کہا کہ میں یوڑھا ہوں اور میری بیوی  
با جھوٹ ہے، میرے ہاں لڑکا کیجئے ہو سکتا ہے فرشتے نے جواب دیا کہ "ایسا ہی ہو گا"، یعنی تیرے یوڑھا پے اور تیری بیوی کھے با جھوٹ ہوئے  
کے باوجود تیرے ہاں لڑکا ہو گا۔ اور پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی تقدیرت کا حوالہ دیا کہ جس خدا نے تمھے نیست سے ہست کیا اُس کی تقدیرت  
صحیہ بات بعید نہیں ہے کہ تم جو بھی یہ سچے فانی سے ایک ایسی ہوت کے ہاں اولاد پیدا کر دے جو میر بھر با جھوڑ ہی ہے۔

**۷۶** عرب کی تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، آن عمران، حاشیہ ۳۶

**۷۷** اس واقعی جو تفصیلات موقاکی ہانجیل میں بیان ہوئی ہیں انہیں ہم میاں نقل کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں کے سامنے

قرآن کی روایت کے ساتھ مسکی روایت بھی رہے۔ دریان میں قوسین کی عمارتیں ہماری اپنی ہیں:

"بیوویہ کے بادشاہ بیوویں کے زمانے میں (ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، بیت اسرائیل،

حاشیہ ۹) اہمیاہ کے فریق سے زکریا ہاتھ کا ایک کاہن خدا اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی

اور اس کا نام الیشیع (Elizabeth) تھا۔ اور وہ دونوں خدا کے حضور استھانا اور خداوند کے سب

احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے۔ اور ان کے اولاد نہ لتی کیونکہ الیشیع یا نجھٹھی اور وہ دونوں

عمر صیدہ تھے۔ جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ

کانت کے دستور کے موافق اس کے نام کا قرآن نکلا کہ خداوند کے نعمتیں میں جا کر خوشبو جلاسے اور

لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلا تئے تھے۔ اور میاں کا فرشتہ خوشبو کے مذکور کی

دہنی طرف کھڑا ہوا اس کو دکھائی دیا۔ اور زکریا ہدیکہ کو گھبرا دیا اور اس پر دہشت پھما گئی۔ مگر فرشتے نے

اس سے کہا ہے زکریا ہا جھوٹ نہ کر کیونکہ تیری دعا منی گئی (حضرت زکریا کی دعا کا ذکر بائبل میں کہیں

ہے) اور تیرے یہ تیری بیوی الیشیع کے میاں ہو گا۔ تو اس کا نام یوڑھا یعنی بھی ارکھنا اور تمھے خوشی د

خری ہو گی اور بہت سے لوگ اس کی پیدائش کے سب سے خوش ہوں گے کیونکہ وہ خداوند کے حضور ہیں پر گل

الْحَسِيْبُ خَذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَ اتَّهِمَ الْحَكْمَ صَدِيقًا ۝ وَ حَنَانًا قِنْ لَدُكَ

”ایے سچی، کتاب اللہ کو مضبوط تھام ہے۔“

ہم نے اسے پھین ہی میں ”حکم“ سے فواز، اور اپنی طرف سے اس کو زم دل

ہو گا (سورہ آل عمران میں اس کے لیے لفظ سَيِّدًا استعمال ہوا ہے) اور ہرگز رخصے اور تکلی اور فخر (پیغمبر کا رَبِّيْتَ) اور اپنی ماں کے بعلی ہی سے روح القدس سے بھر جائے گا (وَ اتَّهِمَ الْحَكْمَ صَدِيقًا) اور بہت سے بُنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جو ان کا خدا ہے پھر سے گا۔ اور وہ ایلیاہ (الیاس علیہ السلام) کی روح اور قوت میں اس کے آگے آگے پڑے گا کہ والد والد کے دل اولاد کی طرف اور ناقرانوں کو راستہ انہوں کی دلائل پر چلتے کی طرف پھر سے اور خداوند کے لیے ایک مستعد قوم تیار کرے۔

”وَ زَكَرِيَّا نَسَرَتْ فَرَشَتْتَ سَهْ كَمَايِنْ اسْ بَاتْ كُوكْسْ طَرَحْ جَانُونْ، كَمُونْكُمْ بِنْ بُوْلَهْ حَاهُونْ اور سِيرِي بِجُونِي عمر سیدہ ہے۔ فرشتہ نے اس سے کما میں بھرائیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں اور اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھ سے کلام کروں اور تجھے ان باتوں کی خوشخبری دوں۔ اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہوں تو چپکار ہے گا اور بول نہ سکے گا اس لیے کہ تو نے میری باتوں کا بھاپنے وقت پر پوری ہیوں گی تھیں نہ کیا۔ (یہ بیان قرآن سے مختلف ہے۔ قرآن اسے نشانی تقدیر دنیا ہے اور لوقا کی حدادت اسے سزا کرتی ہے۔ تیز قرآن صرف تین دن کی خاموشی کا ذکر کرتا ہے اور لوقا کہتا ہے کہ اس وقت سے حضرت یحییٰ کی پیدائش تک حضرت زکریا گونگے رہے) اور لوگ زکریاہ کی راہ دیکھتے اور تعجب کرتے تھے کہ اسے مقدس میں کیوں دیر لگی۔ جب وہ باہر آیا تو ان سے بول نہ سکا۔ پس انہوں نے معلوم کیا کہ اس نے مقدس میں رہ بادی تھی ہے اور وہ ان سے اشارہ کرنا تھا اور گونگا ہی رہا۔

(لوقا۔ باب اسکیت ۵۷۱)

**۹** یعنی میں یہ تفصیل چھوڑ دی گئی ہے کہ اس فرمان المی کے مطابق حضرت یحییٰ پیدا ہوئے اور جوانی کی عمر کو پہنچا سب یہ بتایا جا رہا ہے کہ حبوبہ سن رُشد کو پہنچے تو کیا کام ان سے لیا گیا۔ یہاں صرف ایک فقرے میں اس مشن کو بیان کر دیا گیا ہے جو منصب نبیوت پر مأمور کرتے وقت ان کے سپرد کیا گیا تھا۔ یعنی وہ توراۃ پر ضربہ طی کے ساتھ قائم ہوں اور بنی اسرائیل کو اس پر قائم کرنے کی کوشش کریں۔

**۱۰** ”حکم“ یعنی قوت، قیصر، قوت اجتہاد، تقدیر الدین، معاملات میں صحیح رائے قائم کرنے کی صلاحیت، اور اشہد کی طرف سے معاملات میں فیصلہ دینے کا اختیار۔

**۱۱** اصل میں لفظ حنان استعمال ہوا ہے جو قریب تریب مانتا کا ہم معنی ہے۔ یعنی ایک ماں کو جو غایبت ہو

وَرَكُوٰةٌ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَبَرَّا بِوَالدَّبِيْدِ وَلَهُ يَكُنْ جَبَارًا عَصِيًّا ۝  
وَسَلَمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ الْوِلَادَةِ وَيَوْمَ الْيَمُوتِ وَيَوْمَ الْيَعْبُوتِ حَيَّا ۝

اور پاکیزگی عطا کی، اور وہ بڑا پرہیز کارا اور اپنے والدین کا حق شناس تھا وہ جبار نہ تھا اور نہ نافرمان سلام اُس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے ہے

کی شفقت اپنی اولاد پر ہوتی ہے، جس کی بنابر وہ نچے کی نکیت پر تڑپ اٹھتی ہے، وہ شفقت حضرت یحییٰؑ کے دل میں بندگان خدا کے بیٹے پیدا کی گئی تھی۔

**۱۲** حضرت یحییٰؑ کے جو حالات مختلف انجیلوں میں بھروسے ہوئے ہیں انہیں جمع کر کے ہم بیان ان کی سیرت پاک کا ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے سورہ آل عمران اور اس سورے کے مختصر اشارات کی تو صبح ہوگی۔

لوٹا کے بیان کے مطابق حضرت یحییٰؑ حضرت عیینیؑ سے ہمینہ بڑے سخنے سان کی والدہ اور حضرت عیینیؑ کی والدہ آپس میں قریبی رشتہ دار بیتیں تقریباً ۳ سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملًا مأمور ہوئے اور یونانی روایت کے مطابق انہوں نے شرق اور دمُن کے علاقے میں دعوت الی اللہ کا کام شروع کیا۔ وہ کہتے تھے:

”بین سیا بیان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو“ (لو چنا: ۲۷)

مرقس کا بیان ہے کہ وہ لوگوں سے گناہوں کی توبہ کرتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو پتیسہ دیتے تھے، یعنی توبہ کے بعد غسل کرتے تھے تاکہ روح اور جسم دونوں پاک ہو جائیں۔ یہودیہ اور یہودی شلم کے بکثرت دوں ان کے مفتقہ بہر گئے تھے اور ان کے پاس جاکر پتیسہ لیتے تھے (مرقس: ۴: ۵-۶) ساسی بنی اپران کا نام یوحنان پتیسہ دینے والا (John The Baptist) مشہور ہو گیا تھا۔ عام طور پر بنی اسرائیل ان کی نبوت تسلیم کر کچے تھے (متی: ۲۷: ۶) سیجح علیہ السلام کا قول تھا کہ ”جو سور توں سے پیدا ہوئے میں ان میں یوحنان پتیسہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ہوا“ (متی: ۱۱: ۱)

وہ اول میں پوشانک پہنے اور چڑھے کا پھٹکا کر سے باندھ رہتے تھے اور ان کی خوارک ٹھڈیاں اور جھلک فرشت تھا (متی: ۲: ۶)۔ اس فیضان زندگی کے ساتھ وہ متادی کرتے پھر تھے تھے کہ توبہ کرو کیونکہ اسماں کی بادشاہی قریب آگئی ہے (متی: ۲: ۸) یعنی سیجح علیہ السلام کی دعوت نبوت کا آغاز ہونے والا ہے۔ اسی بنابر ان کو عموماً حضرت مسیح کا ”ارہاص“ کہا جاتا ہے، اور یہی بات ان کے تعلق قرآن میں کہی گئی ہے کہ هَصَّىٰ قَائِمَكَمَةٍ مِّنَ اللَّهِ رَّأَىٰ عَرَانَ ۝ (۱۹)

وہ لوگوں کو روزے اور غاز کی تلقین کرتے تھے (متی: ۱۷: ۹ - لوقا: ۳: ۲ - لوقا: ۱۱: ۱)۔ وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ ”جس کے پاس دو کر تھے ہوں وہ اُس کو جس کے پاس نہ ہو یا اس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے“ محصول یعنی والوں نے پوچھا کہ اسنا د ہم کی کریں تو انہوں نے فرمایا جو تمہارے بیٹے مقرر ہے اس سے زیادہ دلیتاً سپاہیوں نے پوچھا ہمارے بیٹے کیا ہے اس کی کسی پر ٹکم کرو اور نہ تاخن کسی سے کچھ لو اور اپنی نخواہ پر کفایت کرو“ (لو چنا: ۱۰: ۱۳)

وَادْكُرْ فِي الْكِتَبِ هَرَمِّ لَذَا انْتَدَّتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرُّقَيًا<sup>(۱۴)</sup>  
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُورِنِمْ سَجَانًا قَدْ قَارُسْلَنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا

اور اے محمد، اس کتاب میں مریم کا حال بیان کر لئے جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر  
شرقی جانب گوئشہ شین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپتے ہی تھی۔ اس حالت میں ہم نے  
اس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی

بنی اسرائیل کے بگڑے ہوئے علماء، فریضی اور محدثوں نے ان کے پاس پیسہ لینے آئے تو "اٹ کر فرمایا" اسے ساتھ کے پتوہ احمد کو کس نے  
جنادیا کہ آنے والے غصب سے بھاگو..... اپنے دلوں میں یہ کھٹکا بخال ڈکھ کر ابڑا ہم ہمارا بابپ ہے ..... اب درختوں کی جگروں پر  
کھلاڑا کھا ہوا ہے، پس جود رخت اچھا بچل میں لانا وہ کام اور اگر میں ڈالا جاتا ہے" (متی ۳: ۷ - ۱۰)۔

ان کے بعد کا بیرونی فرمائنا، ہمیرہ و دانیشی پاس، جس کی ریاست میں وہ دولت حق کی خدمت انجام دیتے تھے، سرتاپاروی  
تندیب میں عرق تھا اور اس کی وجہ سے سارے ملک میں فتنہ و محشر پھیل رہا تھا۔ اس نے خود اپنے بھائی قلب کی بیرونی ہمیرہ دیا اس کو  
اپنے گھر میں ڈال رکھا تھا۔ حضرت یحیی نے اس پر ہمیرہ دکوملامت کی اور اس کی ناقصانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس جرم میں  
ہمیرہ نے ان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تاہم وہ ان کو ایک مقدس اور راستباز آدمی جان کر ان کا احترازم بھی کرتا تھا اور پہلک میں ان  
کے غیر محوی اثر سے ڈرتا بھی تھا۔ لیکن ہمیرہ دیا سب سے سمجھنی تھی کہ یحییٰ علیہ السلام جو اخلاقی ردع نزد میں چونکہ رہے ہیں وہ لوگوں کی  
نگاہ میں اُس جیسی عورتوں کو زیلیں کیے دے رہی تھے۔ اس بیٹے وہ ان کی جان کے درپے ہو گئی۔ آخر کار ہمیرہ دکی سالمگرو کے جن میں  
اس نے وہ موقع پایا جس کی وہ تاک میں تھی۔ جس کے دربار میں اس کی بیٹی نے خوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر ہمیرہ دنے کما مانگ  
کیا مانگتی ہے۔ بیٹی نے اپنی فاحشہ ماں سے پوچھا کیا مانگوں؟ ماں نے کہا کہ یحییٰ کا سرمانگ سے ہبھا پچھا اس نے ہمیرہ دکے سامنے ہاتھ  
پاندھ کر عرض کیا مجھے یو خدا بپسہ دینے والے کا سرا ایک تحال میں رکھو اکرامی منگوادیجیسے ہمیرہ دیس کی بہت غلیکیں ہوں گے مگر مجھہ  
کی بیٹی کا نفاذنا تھا کیسے رد کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً قید خانے سے یحییٰ علیہ السلام کا سرکشواز منگوایا اور ایک تحال میں رکھو اکر

رزاق صد کی نذر کر دیا (متی ۳: ۱۱ - ۱۲ - مرقس ۴: ۷ - ۸ - لوقا ۳: ۱۹ - ۲۰)

۱۴- تقابل کے لیے تفہیم القرآن جلد اول، آل عمران، حاشیہ ۵۵، النساء، حاشیہ ۱۹۰ - ۱۹۱۔

۱۵- سورہ آل عمران میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت مریم کی والدہ نے اپنی ماں جوئی نذر کے مطابق ان کو بیت المقدس میں  
عبادت کے لیے بٹھا دیا تھا اور حضرت زکریا نے ان کی حفاظت و کفالت اپنے ذمے ملے لی تھی۔ دہاں یہ ذکر بھی گردھکا ہے کہ حضرت مریم  
بیت المقدس کی ایک محراب میں مختلف ہرگئی تھیں۔ اب یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ محراب جس میں حضرت مریم مختلف تھیں  
بیت المقدس کے خرقی سچتے میں واقع تھی اور انہوں نے مختلفین کے عام طریقے کے مطابق ایک پردہ لٹکا کر اپنے آپ کو دیکھے

بَشَرًا سَوِيًّا ۖ ۚ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقْيِيًّا ۖ ۗ  
 ۱۸ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ لِّإِلَهٍ أَنْتَ عُلَمَاءُ زَكِيًّا ۖ ۗ قَالَتْ إِنِّي  
 يَكُونُ لِي عُلُمٌ وَّلَمْ يَمْسِسْنِي بَشَرٌ وَّلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۖ ۗ ۲۰ قَالَ كَذَلِكَ  
 قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيْنَ ۚ وَلَا نَجْعَلَهُ آيَةً ۗ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةً ۗ مِنْكَ  
 شکل میں نمودار ہو گی۔

مریم یہ کا یک بول اٹھی کہ ”اگر تو کوئی خدا ترسر آدمی ہے تو میں تجھے سے حملہ کی پناہ منگتی ہوں۔“  
 اُس نے کہا ”میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک  
 پاکیزہ لڑکا دوں۔“

مریم نے کہا ”میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوٹا تک نہیں ہے اور میں  
 کوئی بذرکار عورت نہیں ہوں۔“

فرشتہ نے کہا ”ایسا ہی ہو گا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرننا میرے لیے بہت آسان ہے اور  
 ہم یہ اس لیے کریں گے کہ اُس لڑکے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں گے اور اپنی طرف سے ایک رحمت۔

والوں کی لگا جوں سے محفوظاً کر لیا تھا۔ جن لوگوں نے محض یا بیل کی موافقت کی خاطر سکاناً اٹھتیاً سے مراد ناصره یا بے انسوں نے غالباً کی  
 ہے، ابکونکہ ناصروں پر وشنکم کے شمال میں ہے تاکہ مشرق میں۔

۱۵ ۶ جیسا کہ ہم حاشیہ غیرہ میں اشارہ کرائے ہیں، حضرت مریم کے استجواب پر فرشتہ کا یہ کہنا کہ ”ایسا ہی ہو گا“ برگزاس  
 صحنی میں ہیں ہو سکنا کا بشر تجھے کو چھوٹے گا اور اس سے تیرے ہاں لڑکا پیدا ہو گا، بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تیرے ہاں لڑکا ہو گا باد بوجو  
 اس کے کو تجھے کسی بشر نے نہیں بھپڑا بھسما اور اپنی الفاظ میں حضرت زکریا کا استجواب نقل ہو چکا ہے اور دہاں بھی فرشتہ نے بھی جواب  
 دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مطلب اس جواب کا دریا ہے وہی یہاں ہی ہے۔ اس طرح سورہ ذاریات، آیات ۲۸۔۳۰ میں بہب فرشتہ  
 حضرت براہم کو بیٹے کی بشارت دیتا ہے اور حضرت سارہ کتنی میں کہ مجھے بُوڑھی باخچو کے ہاں بیٹا کیسے ہو گا تو فرشتہ ان کو جواب دیتا ہے  
 کہ ”کذلک“۔ ایسا ہی ہو گا۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد بڑھاپے اور باخچوں کے باوجود ان کے ہاں اولاد ہونا ہے۔ علاوہ بریں اگر  
 کذلک کا مطلب یہ ہے لیا جائے کہ بشر تجھے چھوٹے گا اور تیرے ہاں اسی طرح لڑکا ہو گا جیسے دنیا بھر کی عورتوں کے ہاں ہوا کرتا ہے،  
 تو پھر بعد کے دونوں فقرے بالکل ہے معنی بیو جاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ کخش کیا ضرورت رہ جاتی ہے کہ تیرا رب کتنا ہے کہ ایسا

وَكَانَ أَهْرَأً مَقْضِيَّاً ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَدَّتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيَّاً ۝  
 فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى حَدْرِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِثْ قَبْلَ  
 هَذَا وَكُنْتُ نَسِيَّاً مَتَسِيَّاً ۝ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَخْرُنِي قَدْ  
 جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيَّاً ۝ وَهُنَّئِي إِلَيْكِ بِحَدْرِ النَّخْلَةِ شُقِطْ عَلَيْكَ

اور یہ کام ہو کر رہتا ہے۔

مریم کو اس پنجے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو بیسے ہوئے ایک دُور کے مقام پر جلی گئی پھر زچگی کی تکلیف نے اُسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگی ”کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام نشان نہ رہتا۔“ فرشتے نے پائنتی سے اس کو پکار کر کہا ”غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ روان کر دیا ہے۔ اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تو فدازہ

کرنا بیرے یہ بہت آسان ہے اور یہ کہ ہم اس روکے کو ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں۔ نشانی کا لفظ بیان صریحاً م مجرمے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اور اسی معنی پر یہ نظر بھی دلالت کرتا ہے کہ ایسا کرنا بیرے یہ بہت آسان ہے ۖ لہذا اس ارشاد کا طلب بجز اس کے اور پھر نہیں ہے کہ ہم اس روکے کی ذات ہی کو ایک مجرمے کی جیشیت سے بھی اسرائیل کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ بعد کی تفصیلات اس بات کی خود تشریح کر رہی ہیں کہ حضرت عیینی علیہ السلام کی ذات کو کس طرح مجرمہ نیا کر پیش کیا گیا۔

۱۶ دُور کے مقام سے مراد بیت تم ہے حضرت مریم کا پیشہ احکام سے نکل کر دہل جانا ایک فطری امر تھا بتنی اسرائیل کے مقدس زرین گھرانے بنی یا اعلیٰ کی لٹکی، اور پھر وہ جو میت المقدس میں خدا کی عبادت کے لیے وقف ہو کر بیٹھی تھی، یا ایک حاملہ ہو گئی۔ اس حالت میں اگر وہ اپنی جلسے اختلاف پر بیٹھی رہتیں اور ان کا حمل لوگوں پر ظاہر ہو جانا تو خاندان والے ہی نہیں، قوم کے دوسروں لوگ بھی ان کا جینا مشکل کر دیتے۔ اس لیے بیچاری اس شدید آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد خاموشی کے سامنے اپنے احکام کا جھوہ چھوڑ کر نکل کھڑی ہوئیں تاکہ جب تک اللہ کی مرحمی پوری ہو، قوم کی احتت ملامت اور عام بذبای سے تو بچا رہیں۔ سیہ واقعہ بجا ہے خود اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ حضرت عیینی علیہ السلام باپ کے پیغام بریدا ہوئے تھے۔ اگر وہ شادی شدہ ہوتیں اور شوہری سے ان کے ہاں پیغام بریدا ہو رہا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ کیسے اور سرراں، سب کو چھوڑ چھاڑ کر دہل کے یہیں تن تھا ایک دندرو زاد مقام پر بدل جاتیں۔

لکھ ان الفاظ سے اُس پریشانی کا اندازہ کی جاسکتا ہے جس میں حضرت مریم اس وقت بتتا تھیں مرتاح نہ رکت

رُطْبًا جَنِيًّا ۚ فَكُلُّوْ وَ اشْرَبُوْ وَ قَرِئُوْ عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ  
 أَحَدًا فَقُولِيْ إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أَكِلَّهُ الْيَوْمَ إِنْ شِيْأًا ۚ ۲۵  
 فَاتَّرْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ طَالُوا يَمِينَهُ لَقَدْ جَهَّتْ شَيْئًا فَرِيْغًا ۚ ۲۶  
 يَأْخُثَ هُرُونَ مَا كَانَ أَبُولُهُ أَهْرَأَ سَوْءٍ وَ مَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغْيًا ۚ ۲۷

کھجوریں پیک پڑیں گی پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں مٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہدے کہ میں نے رحمان کے لیے روزے کی نذر مانی ہے اس لیے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

پھر وہ اس بچے کو لیے ہوئے اپنی قوم میں آئی۔ لوگ کہتے لگے ”آے مریم، یہ تو ٹوپے براپاپ کر ڈالا۔ آے ہارون کی بیٹی، نہ تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بد کار عورت تھی۔“

محظوظ ہے توہر شخص کچھ سکتا ہے کہ ان کی زبان سے یہ الفاظ در دزہ کی تبلیغ کی وجہ سے نہیں نکلے تھے، بلکہ یہ قرآن کو کھائے جائیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جس خطرناک آرائش میں نہیں ڈالا ہے اس سے کس طرح بخیرت عمدہ ہر آہوں جمل کو نوابت تک کسی بکسی طرح چھپا دیا۔ اب اس بچے کو کماں لے جائیں۔ بعد کا یقینہ کہ فرشتے نے اُن سے کہا ”عَمَّ ذَكَرَ“ اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ حضرت مریم نے یہ الفاظ کیوں کے تھے۔ شادی شدہ لڑکی کے ہاں جب پوللاج پیدا ہو رہا ہے تو وہ چاہے تبلیغ سے کتنی بھی نرپے، اُسے رنج و غم کبھی لا جن نہیں ہوا کرتا۔

۱۸ مطلب یہ ہے کہ بچے کے ماحصلے میں تجھے کچھ بولنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی پیدائش پر جو کوئی بھی خرچ ہو اس کا جواب اب ہمارے ذمہ ہے ( واضح رہے کہ بھی اسرائیل میں چپ کار دزہ رکھنے کا طریقہ رائج تھا) یہ الفاظ بھی صاف بتا رہے ہیں کہ حضرت مریم کو اصل پریشان کیا تھی۔ نیزہ امریجی قابل غور ہے کہ شادی شدہ لڑکی کے ہاں پیلوٹی کا بچہ اگر دنیا کے معروف طریقہ پر پیدا ہو تو آخر سے چپ کار دزہ رکھنکی کیا ضرورت پیش آ سکتی ہے؟

۱۹ ان الفاظ کے ذمہ میں ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اسین طاہری معنی میں لیا جائے اور یہ کچھ جائی کہ حضرت مریم کا کوئی بھائی ہارون نامی ہو۔ دوسرے یہ کہ عربی محاورے کے مطابق ہاخت ہارون کے معنی ہارون کے خاندان کی لڑکی یہے جائیں یعنی نک عربی میں یہ ایک معروف طرز بیان ہے۔ شناقتیاہ مُضَر کے آدمی کو یا اخا مضر (اسے مضر کے بھائی) اور قبیلہ ہمدان کے آدمی کو یا اخا ہمدان (اسے ہمدان کے بھائی) کہ کر پہلاتے ہیں۔ پہلے معنی کے حق میں دلیل ترجیح یہ ہے کہ بعض روایات میں خود بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معنی منقول ہوئے ہیں۔ اور دوسرے معنی کی تائید میں دلیل یہ ہے کہ موقع محل اس معنی کا تفاصیلا کرتا ہے۔ کیونکہ اس واحد سے قوم میں جو بیجان برپا ہوا تھا اس کی درجہ بظاہر نہیں صدوم ہوتی کہ ہارون نامی ایک گنائم شخص کی کواری بن

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ  
إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ أَنَا أَذِنْتَ لِكِتَابَ وَجَعَلْتَنِي نَيْتَيًا ۝ وَجَعَلْتَنِي مُبَرِّغًا

مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔

لوگوں نے کہا "ہم اس سے کیا بات کریں جو گھوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے؟" بچہ بول اٹھا "میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی، اور نبی بنایا، اور بارکت کیا

گو دیں پھر یہ ہوئے آئی تھی، بلکہ جس چیز نے لوگوں کا ایک ہجوم حضرت موسیٰ کے گرد جمع کر دیا تھا وہ یہی ہو سکتی تھی کہ جنی اسرائیل کے متفقہ ترین مکھلپ نے خانوادہ ہارون کی ایک لڑکی اس حالت میں پائی کی۔ اگرچہ ایک حدیث فرعون کی موجودگی میں کوئی دوسری تاویل اصولاً قابل لحاظ نہیں ہو سکتی، بلکن مسلم، ائمّی اور ترمذی وغیرہ میں یہ حدیث جن الفاظ میں نقل ہوئی ہے اس سے یہ مطلب تبیں نکلتا کہ ان الفاظ کے معنی لازماً ”ہارون کی بیٹی“ ہی ہیں۔ مُغیرہ بن شعبہ کی روایت میں یہ کچھ بیان ہو ہے کہ جنگران کے بیساکھوں نے حضرت مُغیرہ کے سامنے یہ اعتراف پیش کیا کہ فرقہ میں حضرت موسیٰ کو ہارون کی بیٹی کیا گی ہے، حالانکہ حضرت ہارون ان سے سینکڑوں برس پہلے گزر چکے تھے حضرت مُغیرہ ان کے اعتراف کا جواب نہ دے سکے اور انہوں نے اگر بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ ماجرا عرض کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ تم نے یہ جواب کیوں نہ دے دیا کہ جنی اسرائیل اپنے نام ایجاد کا عملاء کے نام پر رکھتے تھے؟ حضور کے اس ارشاد سے صرف یہ بات نکلتی ہے کہ لا جواب ہونے کے بجائے یہ جواب دے کر اعتراف

**۱۹۔ الف** جو لوگ حضرت علیہ کی معجزہ اش پیدائش کے منکر ہیں وہ آخر اس بات کی کیا معقول توجیہ کر سکتے ہیں کہ حضرت

مریم کے پیچے یہ ہوئے آنسے پر قوم کیوں خپڑھ کر آئی اور ان پر یہ طعن اور ملامت کی یو چھاڑاں نے کبھی کی؟  
**نَلَهٗ** قرآن کی معنوی تحریف کرنے والوں نے اس آیت کا یہ مطلب لیا ہے کہ ہم اس حد کی بات کریں جو حکم کا بچھے ہے  
 یعنی ان کے نزدیک یہ لفظ حضرت عیسیٰ کی جوانی کے زمانے میں ہوتی اور یہ اسرائیل کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ بھلا اس روکے سے  
 لیا بات کریں جو حکم سامنے گوارے ہے میں پڑا ہوا نخا۔ مگر جو شخص موقع و محل اور سیاق د سباق پر کچھ بھی خور کرے کادہ  
 حسوس کرے گا کہ یہ شخص ایک حملہ ناڈبیل ہے جو سمجھے سے بچنے کے لیے کی گئی ہے اور کچھ نہیں تو ظالموں نے یہی سوچا ہوتا  
 کہ جس بات پر اعتراض کرنے کے لیے وہ لوگ آئے تھے وہ تو بچھے کی پیدائش کے وقت پیش آئی تھی تاکہ اس کے جوان ہونے کے  
 وقت۔ علاوہ بریں سورہ آیت عمران کی آیت ۴۳، اور سورہ مائدہ کی آیت ۱۰ ادولوں اس بات کی قطعی صراحة کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ  
 نے یہ کلام جوانی میں نہیں بلکہ گوارے ہے میں ایک نوزاد بچہ کی حیثیت ہی سے کیا تھا۔ پہلی آیت میں فرضت حضرت مریم کو میلے کی  
 پشارت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ لوگوں سے گوارے ہے میں بھی بات کرے گا اور جوان ہر کو بھی۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ خود

۱۷ اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصِدِينِي بِالصَّلُوةِ وَ النَّكُوتِ مَا دُمْتُ حَيًّا  
 ۱۸ وَ بَرَّا بِوَالِدَتِي وَ لَهُ يَجْعَلُنِي جَبَارًا شَقِيقًا ۲۰ وَ السَّلَامُ عَلَىَّ يَوْمَ  
 ۱۹ وُلُودٍ وَ يَوْمَ اَمْوَاتٍ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۲۱ ذَلِكَ عِيسَى اُبْنُ  
 ۲۰ هَرَيْمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۲۲ مَا كَانَ اللَّهُ اَنْ يَتَخَذَ  
 ۲۱ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَنَهُ اِذَا قَضَىٰ اَهْرَأً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۲۳

جماعی میں رہوں، اور نماز اور نکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں، اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا، اور مجھ کو جبارا و شقی نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں ماروں اور جبکہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔

یہ ہے عیشی ابن مریم اور یہ ہے اُس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ذات ہے۔ وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کتنا ہے کہ ہو جا، اور میں وہ ہو جاتی ہے۔

حضرت عیشی سے فرماتا ہے کہ تو لوگوں سے گوارے میں بھی بات کرتا تھا اور جوانی میں بھی۔

**نَّكَفُ** ۱۷ یہ نہیں فرمایا کہ والدین کا حق ادا کرنے والا صرف والدہ کا حق ادا کرنے والا فرمایا ہے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیشی کا باپ کوئی شاخنا۔ اور اسی کی ایک صریح دلیل یہ ہے کہ قرآن میں بر جمادُن کو عیشی ابن مریم کہا گیا ہے۔ ۱۸ یہ ہے وہ ٹنٹانی سے حضرت عیشی علیہ السلام کی ذات میں بنی اسرائیل کے سامنے پیش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ان کی مسلسل پدر کے داریوں پر عبرتاں کی سزا دینے سے پہلے ان پر محبت نام کرتا چاہتا تھا۔ اس کے لیے اس نے یہ نہیں فرمائی کہ بنی ہارون کی ایک ایسی زاہدہ و عابدہ ملڑکی کو جو بیت المقدس میں مختلف اور حضرت ذکریا کے زیر تربیت تھی، دو شیزیگی کی حالت میں حاملہ کر دیا تاکہ جب وہ پچھے لیتے ہوئے آئئے تو ساری قوم میں بیجان بر پا ہو جائے اور لوگوں کی توجیہات یا لکھت اس پر رکوز ہو جائیں۔ پھر اس ندی پر کے تیجے میں جب ایک بھومن حضرت مریم پر ٹوٹ پڑا تو انشہ تعالیٰ نے اس نوزاںیدہ پچھے سے کلام کرایا تاکہ جب یہی پچھہ بڑا ہو کرتی ہوئی اس امر کی شہادت دینے والے موجود رہیں کہ اس کی شخصیت میں وہ اللہ تعالیٰ کا ایک جبرت انگیز مجرم دیکھ چکے ہیں۔ اس پر بھی جب یہ قوم اس کی بیوت کا انکار کرے اور

وَإِنَّ اللَّهَ سَرِيَّٰ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صَرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ<sup>۲۶</sup>  
 فَالْخَلَفَ الْأَخْرَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ  
 مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ<sup>۲۷</sup> أَسْمَعْ رِبَّهُمْ وَأَنْصَرْ رَبَّهُمْ يَأْتُونَا لِكِنْ  
 الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ<sup>۲۸</sup> وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ  
 الْأَفْرَمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ<sup>۲۹</sup> إِنَّا نَحْنُ نَرَثُ الْأَرْضَ

لِلْأَقْلَم

(اور علیینی نے کہا تھا کہ) "اللَّهُمَّ إِنَّ رَبِّيَّنَا رَبِّ بَنِيٍّ ہے اور نہما رابِبِ بَنِیٍّ پس تم اس کی بندگی کرو،  
 یہی بیدھی راہ تھے۔" مگر پھر مختلف گروہوں باہم اختلاف کرنے لگے۔ سو جن لوگوں نے کفر کیا ان کے بیہ  
 وہ وقت بڑی تباہی کا ہوا کا جبکہ وہ ایک بڑا دن دیکھیں گے جب وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے  
 اُس روز تو ان کے کان بھی خوب سن رہے ہوں گے اور ان کی آنکھیں بھی خوب دیکھتی ہوں گی مگر آج یہ ظالم  
 کھلی گراہی میں مبتلا ہیں۔ اے محمد، اس حالت میں جبکہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لارہے ہیں،  
 انہیں اس نے سے ڈرا ووجہ کی فیصلہ کر دیا جائے گا اور کچھ پاپ سے کسوا کوئی چارہ کارنہ ہو گا۔ آخر کار ہم ہی نہیں

اس کی پیروی قبول کرنے کے بجائے اسے جرم بنا کر صلیب پر چڑھانے کی کوشش کرے تو پھر اس کو ایسی عین زناک سزا دی جائے جو  
 دنیا میں کسی قوم کو نہیں دی گئی۔ (مزید تجزیہ کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، آل عمران، حاشیہ ۴۳، ۵۴۔ الشاد، حاشیہ ۲۱۲،  
 ۲۱۳۔ جلد سوم، الانبیاء، حاشیہ ۸۸-۸۹-۹۰۔ المونون، حاشیہ ۳۴)

**۲۲** بیان نک جو بات عیسائیوں کے سامنے واضح کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علیہ السلام کے متعلق ابن اللہ  
 ہونے کا یوں تھا انسوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ باطل ہے۔ جس طرح ایک مجرم سے حضرت علیہ السلام کی پیدائش نے ان کو خدا کا  
 بیٹا نہیں بنادیا اسی طرح ایک دوسرا سے مجرم سے حضرت علیہ السلام کی پیدائش علیہ السلام کی تعلق ابن اللہ  
 بیٹا نہیں بنادیا اسی طرح ایک دوسرا سے مجرم سے حضرت علیہ السلام کی پیدائش علیہ السلام کی تعلق ابن اللہ  
 ایک طرح کے مجرم سے سے پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ لوتا کی الجمل میں قرآن ہی کی طرح ان دونوں مجرموں کا ذکر ایک سلسلہ بیان  
 میں کیا گیا ہے۔ لیکن یہ عیسائیوں کا غلوت ہے کہ وہ ایک مجرم سے سے پیدا ہونے والے کو اللہ کا بندہ کہتے ہیں اور دوسرا سے  
 مجرم سے سے پیدا ہونے والے کو اللہ کا بیٹا بنایا جائے ہیں۔

وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٢﴾ وَادْعُ كُرْسِيَ الْكِتَبِ إِبْرَاهِيمَ هَذِهِ أَنَّهَا  
كَانَ حِدَّاً يُقَاتَلُ نَبِيًّا ﴿٣﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَآبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا  
لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبَصِّرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ﴿٤﴾ يَآبَتِ رَافِيٌّ

اور اس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف ہی پڑائے جائیں گے۔  
اور اس کتاب میں ابراہیم کا فضیلہ بیان کر دے شک وہ ایک راست ہاڑا نسان اور ایک بھی تھا۔  
(انہیں ذرا اُس موقع کی یاد دلاؤ) جبکہ اُس نے اپنے باپ سے کہا کہ "آبا جان، آپ کیوں ان چیزوں  
کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام نہ سکتی ہیں؟ آبا جان، میرے

**۳۴** یہاں عیسائیوں کو بتایا گیا ہے کہ حضرت عیینی علیہ السلام کی دعوت بھی دہی تھی جو تمام دوسرے انبیاء علیہم السلام  
کے کارائے فتحے سانوں نے اس کے سوا کچھ نہیں سکھایا تھا کہ صرف خدا نے واحد کل بندگی کی جائے اب یہ جو تم نہ ان کو نہیں  
کے بھائے خدا نہ اپا ہے اور انہیں عبادت میں اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہو وہ تمہاری اپنی ایجاد ہے۔ تمہارے پیشوائی  
یہ تعلیم ہرگز نہیں تھی۔ (مرتبہ تفصیل کے لیے ملاحظہ تفہیم القرآن جلد اول، الحجران، حاشیہ ۶۸، امامہ، حاشیہ ۱۰۱-۱۰۲)۔ جلد چہارم  
الدرخت حلاشی (۵۸-۵۷)

### ۳۵ عیینی عیسائیوں کے گردہ۔

**۳۵** یہاں وہ تقریبہ تھم ہوتی ہے جو عیسائیوں کو نہیں کے لیے نازل فرمائی گئی تھی۔ اس تقریبہ کی علت کا سمجھ امدادہ  
اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ آدمی اس کو پڑھنے وقت وہ تاریخی پس منظر نگاہ میں رکھے جو ہم نے اس سورہ کے دریاچے میں بیان  
کیا ہے۔ یہ تقریبہ اس موقع پر نازل ہوئی تھی جبکہ کے کے مظلوم مسلمان ایک عیسائی سلطنت میں پناہ لینے کے لیے جا رہے تھے،  
اور اس غرض کے لیے نازل کی گئی تھی کہ جب وہاں سچ کے متعلق اسلامی عقائد کا سوال چھپرے تو یہ "سرکاری بیان" عیسائیوں  
کو سنا دیا جائے۔ اس سے پڑھ کر اور کیا ثبوت اس امر کا ہو سکتا ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو کسی حال میں بھی حن و صداقت کے  
معاملے میں ملامت برتاؤ نہیں سکھایا ہے۔ پھر وہ سچے مسلمان جو جوش کی طرف بھرت کر کے گئے تھے، ان کی قوت ایمانی  
بھی جبرت انگیز ہے کہ انہوں نے عین دربار شاہی میں ایسے نازل موقع پر اٹھ کر یہ تقریبہ سنا دی جبکہ نجاشی کے نام اہل دربار  
رشوت کھا کر انہیں ان کے دشمنوں کے سپرد کر دیئے پر ٹھنڈے گئے تھے۔ اس وقت اس امر کا پورا اخطر و تحاکم تیسیحیت کے نیادی  
عقلاند پر اسلام کا بیہ پے لاگ تبصرہ مُن کر نجاشی بھی بگڑ جائے گا اور ان مظلوم مسلمانوں کو تبریز کے قصایدوں کے حوالے کر دے گا۔  
مگر اس کے باوجود انہوں نے کلمہ حق پیش کرنے میں ذرہ براہن تاہل نہ کیا۔

قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكُمْ يَا تَكَفَّرُوا إِنَّهُ لَكُمْ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝  
 يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَنَ إِنَّ الشَّيْطَنَ أَكَانَ لِرَحْمَنَ عَصِيًّا ۝  
 يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمْسِكَ عَذَابًا بِمِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونُ لِلشَّيْطَنِ  
 وَلِيًّا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَ أَنْتَ عَنِ الرَّهْبَةِ لَيْلَةً بِهِيْمُ لَيْلَةً لَهُ تَذَلَّلُ  
 لَأَوْجُمَّتَكَ وَأَبْحُرُنِي مِلَيًّا ۝ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَاسْتَغْفِرُكَ رَبِّيْ ۝

پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو اپکے پاس نہیں آیا، آپ میر پڑھ پھر چلیں، میں آپ کو سیدھا راستہ تناول گا۔  
 آبا جان! آپ شیطان کی بندگی نہ کریں، شیطان تو رحمن کا نافرمان ہے۔ آبا جان، مجھے ذر ہے کہ  
 کہیں آپ رحمان کے عذاب میں بُعدلانہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں۔“  
 باپ نے کہا ”اب راشیم، کیا تو میرے معبدوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو باز نہ آپا تو میں مجھے سنگار  
 کر دوں گا۔ بس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے الگ ہو جا۔“

اب راشیم نے کہا ”سلام ہے آپ کو میں اپنے رب سے دُعا کروں گا کہ آپ کو معاف کروئے،

۲۳۰ یہاں سے خطاب کا رُخ ایں مکمل طرف پھر رہا ہے جنہوں نے اپنے لوجان بیٹوں، بھائیوں اور دوسروے  
 رشتہداروں کا اُسی طرح خدا پرستی کے حرم میں مُحرِّج ہوئے پر مجبور کردیا تھا جس طرح حضرت ابراہیم کو ان کے باپ اور جانی بندگی  
 نے دیں زکا لاد ریا تھا۔ اس غرض کے لیے دوسرے انبیاء کو مجبور کر خاص طور پر حضرت ابراہیم کے نقطہ کا انتخاب اس لیے کیا گیا  
 کہ فرشت کے لوگ ان کو اپنی پیشوایا مانتے تھے اور انہی کی اولاد ہونے پر عرب میں اپنا خوشیا کرنے تھے۔

۲۳۱ اصل الفاظ میں لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَنَ، یعنی شیطان کی عبادت نہ کریں۔ اگرچہ حضرت ابراہیم کے والد  
 اور قوم کے دوسرے لوگ عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن چونکہ اطاعت وہ شیطان کی کر رہے تھے، اس لیے حضرت  
 ابراہیم نے ان کی اس اطاعت شیطان کو بھی عبادت شیطان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت محض پوجا اور پرستش  
 ہی کا نام نہیں بلکہ اطاعت کا نام بھی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی پر لعنت کرتے ہوئے بھی اس کی  
 بندگی بجا لائے تو وہ اُس کی عبادت کا جرم ہے، کیونکہ شیطان ہر حال کسی زمانے میں بھی لوگوں کا ”معبد“، ”رمضن محرف“  
 نہیں رہا ہے بلکہ ان کے نام پر ہر زمانے میں لوگ لعنت ہی صحیح رہے ہیں۔ (تشريع کے لیے طاحدۃ بر تہذیب القرآن، جلد سیمی)

۲۷ اَنَّهُ كَانَ بِنِ حَفْيَنَا ۝ وَأَعْتَزَلَكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَادْعُوا  
سَرِيعَ صَلَوةَ أَلَا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيقَنَا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَكُمْ وَمَا  
يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ اسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلَّا جَعْلَنَا  
نَبِيًّا ۝ وَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعْلَنَا لَهُمْ لِسَانَ صَدِيقَ عَلِيًّا ۝  
وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى زَانَهُ كَانَ مُخْلصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝

میرا رب مجھ پر بڑا ہی صریان ہے یہ آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں اور ان میتینوں کو بھی جنمیں آپ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں یہ تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا، ایمید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کے نامرا نہ رہوں گا۔“

پس جب تھے ان لوگوں سے اور ان کے معبودوں غیر اشاد سے جدا ہو گی تو ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولادی اور ہر ایک کو نبی نبایا اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا اور ان کو سچی نام و ری عطا کیا گئی اور ذکر کر دا س کتاب میں موصیٰ کا۔ وہ ایک پیشہ دار شخص تھا اور رسول نبی تھا۔

(الکشف، حاشیہ ۳۹-۵۰)

۲۸ **الف** تشریح کے لیے طاخطہ مہ تفہیم القرآن جلد دوم، التویر، حاشیہ ۱۱۶  
یہ طرف تسلی ہے اُن مہاجرین کے لیے جو گھروں سے نکلنے پر مجھور ہوئے تھے ان کو بتایا جا رہا ہے کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے خاندان سے کٹ کر یاد نہ ہوئے بلکہ اُنھے سر بلند و سرفراز ہو کر ہے اُسی طرح تم بھی برباد نہ ہو گے بلکہ وہ عزت بیاؤ گے جس کا تصور بھی جاہلیت میں پڑے ہوئے کفار قریش نہیں کر سکتے۔

۲۹ اصل میں لفظ مُخلص استعمال ہوا ہے جس کے معنی میں «خاص کیا ہوا» مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ایک ایسے شخص تھے جن کو ارشد تعالیٰ نے خالص اپنائیا تھا۔

۳۰ ”رسول“ کے معنی میں ”فرستادہ“، ”بیجا ہوا“ اس معنی کے لحاظ سے عربی زبان میں قاصدہ پیغام بر، اپنی اور سیر کے لیے یہ لفظ استعمال کی جاتا ہے اور قرآن میں یہ لفظ یا تو ان مائنک کے لیے استعمال ہوا ہے جو ارشد تعالیٰ کی طرف سے کسی کار خاص پر بھیجے جاتے ہیں، یا پھر ان انسانوں کو اس نام سے موجود کیا گیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلق کی طرف اپنا پیغام